مدیر کے نام

سید رضوان علی ندوی، کراچی

آپ نے میری کتاب تحریک اخوان المسلمون کے ایک حصہ کی تلخیص شائع کی، بہت مناسب و مربوط ہے (ستمبر ۹۹)۔ استاذی مرحوم پروفیسر شیخ مصطفیٰ الزرقاء کے نام کا آخری حصہ درست نہیں لکھا گیا۔ صحیح نام مصطفیٰ احمد الزرقاء ہے (یعنی زرقاء الف لام اور آخر میں ہمزے کے ساتھ ہے)۔ ان کی کتاب المدخل الفقہی العام پر نام یوں ہی ثبت ہے جو دمشق کے زمانۂ طالب علمی سے اب تک میرے پاس محفوظ ہے، یعنی تقریباً ۴۵ سال سے۔ وہ دمشق یونی ورسٹی کے کلیۃ الشریعۃ میں فقہ اسلامی کے میرے استاد تھے اور اسی زمانے میں استاذی ڈاکٹر معروف الدوالیبی کی وزارت میں وزیر انصاف مقرر ہوئے تھے۔

فکر و نظر کے شمارہ خصوصی "برصغیر میں مطالعۂ قرآن" پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا عبدالمالک نے ایک مضمون نگار پر صرف یہی اعتراض کیا ہے کہ مضمون نگار نے وحید الدین خاں اور ڈاکٹر اسرار احمد کا ذکر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اور مولانا امین احسن اصلاحی سے پہلے کر دیا ہے، حالانکہ کوئی منصف مزاج اور صاحب نظر مسلمان کم از کم وحید الدین خاں کا ذکر مطالعۂ قرآن سے متعلق کسی مضمون میں کرے گا ہی نہیں، ہاں تحریف قرآن پر کوئی مضمون ہو تو اس میں ان کا ذکر ضرور آئے گا۔

"تحریک اسلامی اور خواتین کا کردار" کے صفحہ ۲۹ پر بہت سے نام غلط طبع ہوئے ہیں، کچھ واضح نہیں ہیں، ام عمارہ.... بنت کعب کے درمیان میں جو نام ہے وہ نسیبہ ہے۔ المسیرۃ الحلبۃ کے بجائے السیرۃ الحلبیۃ ہونا چاہیے، پھر صحیح نام حمنہ بنت حجش ہے۔ البلۃ الغفاریۃ کے بجائے لیلیٰ الغفاریۃ ہونا چاہیے۔ "ام حاران بنت منحان" کے بجائے ام حرام بنت ملحان ہونا چاہیے، یہ مشہور صحابیہ تھیں۔

محمد فیصل قریشی، کراچی

تحریک اسلامی میں خواتین کا کردار (ستمبر ۱۹۹۹) میں صاحب مضمون نے ایک ایسے مسئلے کی طرف توجہ دلائی ہے جسے بدقسمتی سے وہ توجہ نہیں مل رہی جو اس کا حق ہے۔ ہماری خواتین ان حقوق سے ناآشنا ہیں جو دین نے ان کو معاشرے کے اجتماعی امور میں موثر اور مثبت کردار ادا کرنے کے لیے عطا کیے ہیں۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی نے مدینہ منورہ کے معاشرے کی مثال دے کر مغربی چیلنج کا موثر مقابلہ کرنے کا راستہ دکھایا ہے۔

ڈاکٹر اعجاز فاروق اکرم، فیصل آباد

مجلہ فکر و نظر پر تبصرے ("کتاب نما" ستمبر ۱۹۹۹) میں، میرے مقالے میں تبصرہ نگار نے بعض اہم تراجم اور تفاسیر کا ذکر نہ ہونے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ میری اہل علم سے گزارش ہے کہ اس حوالے سے ان کے پاس مصدقہ معلومات ہوں تو مجھے مطلع فرمائیں (شعبہ عربی، گورنمنٹ کالج، فیصل آباد)۔

تنویر احمد بٹ، کراچی

فیصلے کی گھڑی (ستمبر ۱۹۹۹) میں کچھ تجاویز کا تذکرہ ہے جو بنیادی اہمیت کی حامل ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ متبادل قیادت اور نظام کے بارے میں غور و فکر کی تحریک چلائی جائے اور تمام مسائل پر مفصل لائحہ عمل تیار کیا جائے۔ جو تصورات یہود و

نصاریٰ اور ہنود کی گھناؤنی سازشوں نے پختہ کر دیے ہیں ان کی تطہیر اور تشکیل نو کے لیے جہادی بنیادوں پر کام کیا جائے۔ "اخبار امت" کے ساتھ کچھ صفحات "اخبار وطن" کے لیے بھی مختص کیے جائیں۔ ایسا لٹریچر شائع ہو رہا ہے جو نئے ذہن کو برگشتہ کرتا ہے اور اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات ابھارتا ہے۔ اس کے لیے باقاعدہ ادارے قائم ہیں۔ ان کا تعاقب کیا جانا چاہیے۔ دشمن تیزی سے اور منظم انداز سے کام کر رہا ہے' ان کی چالوں کو سمجھنا اور ان کا توڑ کرنا چاہیے۔

محمد یوسف' جبیل سعودی عرب

فیصلے کی گھڑی (اشارات' ستمبر ۱۹۹۹) میں قوم کی موجودہ حالت اور جماعت کی پالیسی کی بڑی اچھی وضاحت کی گئی۔ میں ذاتی طور پر ویب سائٹ سے اشارات کا انگریزی ترجمہ حاصل کر کے اپنے کئی ایسے دوستوں کو دیتا ہوں جو صرف انگریزی میں ہی پڑھنا چاہتے ہیں۔

سلیم منصور خالد' گوجرانوالہ

جولائی ۹۹ کے شمارے میں "مشترکہ خاندانی نظام" پر ایک خاتون کو' جو جواب دیا گیا' اس پر' اسلام کے دین فطرت ہونے کے حوالے سے کچھ گزارشات ہیں:

اسلام بلاشبہ عدل و احسان اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے' مگر اس کے ساتھ فرد کے حقوق کو بھی تحفظ عطا کرتا ہے' خصوصاً عائلی زندگی کو تو تحفظ دینے کے معاملے میں بہت حساس ہے۔ ایک خاتون' جو دین اسلام سے محبت رکھتی ہے' اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہے' لڑاکی اور جھگڑالو نہیں' بلکہ صلہ رحمی کے اصولوں کے مطابق رہنمائی کی خواستگار ہے' وہ دریافت کرتی ہے کہ "میرے شوہر کے تینوں بھائی برسرروزگار ہیں۔ اس مشترکہ خاندانی نظام میں کیا الگ گھر کے لیے میرا مطالبہ جائز نہیں ہے۔ شرعاً میرے شوہر کو کیا کرنا چاہیے"۔ آپ اس پر یہ فتویٰ صادر کر رہے ہیں کہ "اپنے شوہر کو مزید موقع دیں کہ وہ اپنے بھائیوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے بعد مکمل الگ رہائش اختیار کرنے کی پوزیشن میں آجائیں.... الگ رہائش.... میں تنہائی کا احساس بھی ہوتا ہے اور باہمی تعاون حاصل کرنے سے [فرد] محروم بھی ہو جاتا ہے (ص ۷۱)۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ آج جس مشترکہ خاندانی نظام کو بے جا طور پر "اسلامی خاندانی نظام" بنا کر لوگوں کے سر پر تھوپا جا رہا ہے' اس مبالغہ آمیز حد تک اس کا اسلام میں کوئی تصور نہیں بلکہ یہ یہاں کے زرعی اور ہندوانہ پس منظر کا حامل ایک رواج ہے (دیکھیے "مشترکہ خاندانی نظام اور اسلام" از سلطان احمد اصلاحی' اسلامک پبلی کیشنز)۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ جوان افراد جن میں سے ایک سعودی عرب میں ملازم ہے' دوسرا ہومیو ڈاکٹر ہے اور تیسرا محکمہ جنگلات میں ملازم ہے (ص ۶۹' ایضاً) آپ انھیں بھی نابالغ قسم کے بے کار بھائیوں پر محمول کر کے' بے چاری عورت کو اس کے جائز حقوق سے دست بردار ہونے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ حالانکہ خود جہاں تک ساس' سسر کا تعلق ہے' ان کے بارے میں بھی بنیادی ذمہ داری ان کے بیٹے کی ہوتی ہے' بہو تو جو کچھ کرتی ہے وہ صلہ رحمی اور احسان ہے' مگر آج تو بہو کو بھی سسرال والے ایک لونڈی کی طرح رگڑا دینا اپنا "اسلامی" حق جانتے ہیں۔ اس باب میں ہمارا معاشرہ عجیب دو رنگی کا شکار ہے۔ لوگ اپنی بیاہتا بیٹی کے لیے جن حقوق کے طلب گار ہوتے ہیں ان کے برعکس اپنی بہو کو انھی حقوق سے محروم رکھنے کو اپنا اسلامی حق قرار دے ڈالتے ہیں۔

میری گزارش ہے ہندی تہذیب کے جبری سماجی نظام کو مبالغہ آمیز حد تک' اسلامی بنا کر ٹھونسنے کی بجائے' اسلام کی واضح رہنمائی دی جائے۔ ایک عورت کے جائز حقوق اور تحفظات کے سلسلے میں اسے جو رعائتیں میسر ہیں' ان سے فیض یاب ہونے دیں' محض چند فقہا کے فتووں کے بوجھ تلے عائلی نظام کو یوں نہ کچل دیں' کہ خود دین فطرت ہونے کے حوالے سے ردعمل پیدا ہو۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو اس کی ذمہ داری قرآن و سنت پر نہیں' بلکہ اپنے اپنے معاشروں اور سماجی ڈھانچوں کے اسیر فقہا پر آئے گی مگر فرد کی گمراہی کا راستہ رک نہ سکے گا۔

ڈاکٹر محمد عثمان خان' دوحہ' قطر

الحمدللہ ' ۱۹۶۰ یعنی ۴۰ سال سے آپ کا رسالہ پڑھ رہا ہوں۔ مضمون نگاروں کی اتنی تفصیل ہونا چاہیے کہ قاری ان سے براہ راست رابطہ کر سکے۔ طویل مدت سے کوئی خاص نمبر نہیں آیا ہے' پیاس محسوس ہوتی ہے۔ اگلے شمارے کی جھلک بھی دی جائے۔ شمارہ ویب سائٹ پر فراہم کیا جائے۔

ڈاکٹر عنایت اللہ فیضی' چترال

اشارات میں پند و موعظت کے خطیبانہ انداز کے بجائے آگہی اور ابلاغ کے جارحانہ تحریری اسلوب کی پیروی ہونا چاہیے۔ خیرالکلام ماقل ودل کا خیال رکھنا چاہیے۔ اس طرح مقصد زیادہ بہتر طور پر حاصل ہو گا۔

فہیم الدین احمد' کریم نگر' بھارت

' اشارات ترجمان القرآن کی روح ہیں' اگرچہ موضوعات میں تنوع کی کمی کھٹکتی ہے۔ تقریباً تمام ہی مضامین مفید اور معلومات سے پر ہوتے ہیں۔ "رسائل و مسائل" کو اور زیادہ جان دار ہونا چاہیے۔

محمد رشید' القصیم' سعودی عرب

بہت سارے ساتھیوں کو اس حق کے ترجمان اور علم کے خزانے یعنی ترجمان القرآن کا قاری بنایا ہے۔ ہر مجلہ پہلے سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔ اشارات اپنی مثل آپ ہوتے ہیں۔

حامد عبدالرحمن الکاف صنعا' یمن

عبدالعزیز ساحر نے ابن تیمیہ" اور علامہ اقبال" کے حوالے سے ابن عربی اور وحدت الوجود اور تصوف کے بارے میں جو کچھ بھی کہا ہے (کتاب نما' ستمبر ۱۹۹۹) اس کے بارے میں یہ عرض کرنا ہے کہ میرے نزدیک شریعت جو عقائد' عبادات' معاملات' احکام اور تزکیہ نفس و اخلاق' غرض ہر چیز سے عبارت اور ہر چیز پر مشتمل ہے' کا وجود کسی اور طریقت / طریقہ / طریق سے مستغنی کرنے کا حقیقی سبب ہے۔ کیونکہ کسی اور طریقت / طریقہ / طریق کی ضرورت کا احساس اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خاکم بدہن کتاب و سنت میں تزکیہ نفس اور تحسین اخلاق کے اصول اور نظم میں کمی اور نقص ہے اور ان کو پورا کرنے کے لیے غیر موحٰی الیہم بشر (ایسے آدمی جن کی طرف وحی نہیں کی جاتی ہے) کو کچھ عقائد' نظریات اور اعمال "ایجاد" کرنے اور "اضافہ" کرنے کی ضرورت ہے۔ شریعت' ہر طرح اور ہر پہلو اور ہر زاویے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبیؐ کے ذریعے مکمل فرما دی ہے۔ اب کسی زیادت یا زوائد کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے اس پر کلام بھی ناقابل تحمل ہے۔ لیکن خیال رہے کہ اجتہاد شریعت میں اضافہ یا زیادتی نہیں ہے بلکہ دائرہ شریعت میں رہ کر اور اس کی روشنی میں نت نئے مسائل کا حل تلاش کرنے کی کوشش ہے۔ اس طرح اجتہاد شریعت ہی کا ایک جز ہے اور اس کے دائمی ہونے اور اس کو دائمی رکھنے کا ایک آلہ اور ذریعہ ہے۔